83

خدا تعالیٰ کی کامل توحید پر ایمان لاؤ

اور

باہم محبت و اخلاص پیدا کرو

(فرمودہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۴ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا

درحقیقت ہر قسم کی حمد اور تعریف اور ثناء کی مستحق وہی ذات ہو سکتی ہے۔ جو رب العالمین ہے اور وہ دونوں جہانوں میں انسان کی تربیت اور ربوبیت کرتی ہے۔ بلکہ اس کی ربوبیت تمام زمانوں پر وسعت رکھتی ہے۔ وہ خدا جو رب العالمین خدا ہے۔ وہ ماضی میں بھی اور حال میں بھی اور استقبال میں بھی انسان کی ربوبیت کرتا ہے۔ پس اس کی ربوبیت کسی خاص زمانہ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ ہر زمانہ میں اس کی ربوبیت انسان کے شامل حال رہتی ہے۔ انسانی تعلقات کیسے محدود اور کیسے کمزور ہوتے ہیں۔ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے درحقیقت تمام تعریفوں کا مستحق خدا تعالیٰ ہی ہو سکتا ہے۔

کیونکہ انسان نہ ماضی سے واقف نہ استقبال سے آگاہ نہ دلوں کے خیالات پر اس کو کچھ نظر ہے اس کا معاملہ صرف ایک نہایت ہی چھوٹے سے حصہ علم پر منحصر ہوتا ہے بسا اوقات وہ اپنے معاملات میں بہت سی غلطیاں کر بیٹھتا ہے اور اس کو اپنی غلطی کا علم اس وقت جا کر ہوتا ہے۔ جبکہ اس غلطی کا ازالہ علاج سے باہر ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ ایسا ہے کہ اس کی ربوبیت کا نہ صرف یہ کہ سارے جہانوں اور سارے زمانوں کے ساتھ تعلق ہے۔ بلکہ اس کی ربوبیت کا اثر اس کے علیم بذات الصدور ہونے کی وجہ سے انسان کے دلی خیالات پر بھی مرتب ہوتا ہے۔ اس لئے دنیا میں رب

تو بہت ہیں مگر رب العالمین خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں پس تمام حمد اور تعریف کا مستحق بھی وہی ہو سکتا ہے۔

ایک غلطی کرنے والا انسان جو کسی انسان کی غلطی کرتا یا اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھتا ہے اور پھر وہ اس کے پاس جس کا اس نے قصور کیا معافی مانگنے کے لئے جاتا ہے۔ تو اس کی حالت دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو جس کا اس نے قصور کیا ہے۔ اس کو اس امر کا یقین ہو گا کہ قصور وار واقعہ میں نادم اور پشیمان ہے اس لئے وہ اس کی معافی کی درخواست کو درست سمجھے گا اور یا اس کو اس امر کا یقین ہو گا کہ معافی مانگنے والا جھوٹ بول رہا ہے اور اس کو دھوکہ اور فریب دے رہا ہے۔ تو وہ اس کا قصور کبھی بھی معاف نہیں کرے گا ہاں دوسری صورت میں وہ کبھی معاف کر دیتا ہے اور کبھی نہیں بھی کرتا لیکن جھوٹ اور فریب کی حالت میں وہ یہی خیال کرے گا کہ اس وقت تو اس کا راز فاش ہو چکا ہے اور اس کی غلطی ظاہر ہو چکی ہے۔ اس لئے یہ دھوکہ کی راہ سے معافی مانگنا چاہتا ہے۔ لیکن جب اس کو معافی مل جائے گی۔ اور اس کے راز کا اخفا کر دیا جائے گا تو ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی ایسی راہ اختیار کرے جس کا مجھے علم ہی نہ ہو سکے اور معلوم نہیں یہ مجھے کیا نقصان پہنچا دے اور جب اس کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ معافی مانگنے والا سچے دل سے معافی مانگ رہا ہے تو بعض دفعہ تو کہہ دیتا ہے کہ جا میں نے تجھے معاف کر دیا اور کبھی یہ کہہ دیتا ہے کہ اب معافی مانگنے کا کیا فائدہ؟ جو نقصان تم نے کرنا تھا وہ تو کر دیا۔

مگر وہ خدا جو رب العالمین خدا ہے۔ اس کے حضور ایک قصور وار نہایت نادم اور شرمندہ ہو کر توبہ کرتا ہے اور اس کو یقین ہوتا ہے کہ میں اپنے قصور کی سچے دل سے معافی مانگ رہا ہوں۔ مگر باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس توبہ کرنے والے نے کل کو توبہ توڑ دینی ہے۔ کیونکہ وہ عالم الغیب اور علیم بذات الصدور ہے اس لئے وہ جانتا ہے کہ آج تو اس کے دل کی یہ کیفیت ہے کہ یہ سخت نادم اور پشیمان ہو کر اپنے قصور سے توبہ کر رہا ہے مگر کل کو اس کے دل کی یہ حالت نہ رہے گی۔ مگر کیا اس علم کے ہوتے ہوئے کہ یہ توبہ کرنے والا انسان کل کو پھر اس کی نافرمانی کرنے والا ہے۔ آج تو یہ نادم اور پریشان ہے۔ لیکن کل کو پھر یہ اس کی حکم عدولی کرے گا کیا خدا تعالیٰ اس انسان کو ٹھکرا اور دھتکار دیتا ہے؟ نہیں بلکہ وہ خدا جو رب العالمین خدا ہے وہ کہتا ہے کہ جس طرح میں کل کا خدا ہوں آج کا بھی خدا ہوں۔ پس جو حالت آج اس کے قلب کی ہے۔ اسی کے مطابق آج میں اس سے سلوک کروں گا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ کل کو اس نے توبہ توڑ دینی ہے اور اس کو

معلوم ہے کہ کل کو اس سے بھی زیادہ مجرم ہو گا اور فلاں فلاں حالتوں میں اس نے فلاں فلاں نافرمانیاں کرنی ہیں اور فلاں فلاں وجوہ سے پرسوں ترسوں مہینہ چھ مہینہ سال دو سال چھ سال یا دس سال یہ شخص فلاں فلاں جرم کا ارتکاب کرے گا اور پھر اس وقت اس پر گرفت نازل ہو گی وہ پھر توبہ کرے گا۔ اور اس وقت اس کی تڑپ سچی تڑپ ہو گی اور وہ اسی دن کے لئے ہو گی۔ مگر باوجود اس علم کے کہ اس کا مستقبل تاریک ہے۔ اور یہ ہمیشہ اس کی نافرمانی کرے گا وہ کہتا ہے کہ اے انسان جو اس وقت تیرے دل کی حالت ہے۔ اسی کے مطابق میں تیرے ساتھ سلوک کرتا ہوں جا میں نے تجھے معاف کیا انسان کی حالت اس کے مقابلہ میں کیسی کمزور ہے۔ ایک شخص سچے حالات اور سچی مجبوریوں کی بناء پر ایک انسان کا قصور کر بیٹھتا ہے۔ اور وہ سچے دل سے اس پر نادم اور پشیمان ہوتا ہے۔ مگر بسا اوقات انسان اپنے قصور وار سے ایسا سلوک کرتا ہے کہ جس کا وہ مستحق نہیں۔ اس کے نیک سلوک بھی ہوتے ہیں مگر کبھی ایسے معاملات بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ جو کچھ اسے نہ کرنا چاہیئے وہ بھی کرلیتا ہے بے شک یہ رب تو بن جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی انسان نہیں جو رب نہیں۔ مگر وہ رب العالمین نہیں۔ انسان بھی ربوبیت کرتا ہے مگر اس کی ربوبیت محدود اور اس کا دائرہ نہایت تنگ ہے۔ پس یہ حقیقی حمد اور تعریف کا مستحق نہیں۔

اور وہ رحمٰن بھی ہے۔ کیونکہ وہ رب العالمین ہے۔ ہر اک زمانہ کا علم رکھتے ہوئے اور ہر دل پر اور اس کی کیفیات اور تغیرات پر آگاہ ہوتے ہوئے ایک قصور وار کے قصور کو اس وقتی ندامت اور پشیمانی کی بناء پر جس کو خدا ہی جانتا ہے۔ معاف کر دیتا ہے گو بندہ اس وقت سچی توبہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور اس کا دل بالکل صاف ہوتا ہے۔ مگر اپنے دل کی کل کی حالت کو وہ بھی نہیں جانتا پس خدا تعالیٰ ہی ہر ایک حمد کا مستحق ہے۔ اور صرف وہی ہستی بلا مبادلہ انعام کر سکتی ہے۔ جس کی ربوبیت صرف حال کے ساتھ ہی تعلق نہ رکھتی ہو۔ کیونکہ جو چیز سامنے موجود ہے اور جسے ہم دیکھ رہے ہیں وہ تو ہمارے لئے کسی نہ کسی رنگ میں مفید ہی ہے۔ رحمانیت تو اس سلوک کا نام ہے۔ جو کسی امر کے ظہور سے پہلے ہو۔ پس وہ رحمٰن ہے۔ کیونکہ وہ رب العالمین ہے کہ اثرات کے ظہور سے پہلے وہ بلا مبادلہ ربوبیت کرتا ہے۔

پھر وہ رحیم ہے۔ اس لئے کہ وہ رب العالمین ہے اگر وہ رب العالمین نہ ہوتا تو رحیم بھی نہ ہوتا ہر ایک انسان کو اس کے نیک کام کا وہ بدلہ دیتا ہے۔ انسانوں میں سے کون سا انسان ہے جو ہر ایک نیک کام کرنے والے کو بدلہ دے سکتا ہو۔ وہ لوگ جو اپنے عمل اور اپنے فعل سے اپنے آپ کو کامل

طور پر کسی انسان کی خدمت میں لگا کر اپنے وجود کو چُور کر دیتے ہیں۔ یا وہ سپاہی جو اپنے ملک کے لئے یا اپنے بادشاہ کی جان کی حفاظت کے لئے اپنی جان دے دیتا ہے۔ اس کو اس قربانی کا بدلہ بادشاہ یا دوسرے لوگ کیا دے سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو ملک اور بادشاہ اور آقا کے لئے اپنی جان دے چکا ہے ایسی حالت میں اس کے کام کا بدلہ خود اس مرنے والے کو کوئی انسان نہیں دے سکتا۔ پس حقیقتاً رحیم بھی خدا ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے۔ تمام زمانوں کا وہ خدا ہے نہ ماضی اس کے تصرف سے باہر ہے نہ مستقبل۔

پھر وہ مالک یوم الدین ہے اس لئے کہ وہ رب العالمین ہے کیونکہ جب تک زمانہ کے تغیرات سارے کے سارے کسی کے قبضے اور تصرف میں نہ ہوں کون کسی کو حقیقی طور پر جزا یا سزا دے سکتا ہے۔ ایک منصف حاکم یا عادل بادشاہ جن کی ساری کوشش یہی ہوتی ہے کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ حقدار کو حق مل جائے۔ کسی پر ظلم اور تعدی نہ ہو۔ اور رعایا امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ مگر وہ دعاوی اور فیصلہ جات میں غلطی کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ عالم ظاہری کا رب ہے۔ عالم باطنی کا رب نہیں۔ اس لئے وہ حقیقی طور پر جزا اور سزا نہیں دے سکتا۔ مگر ایک ہستی ہے جو دیتی ہے۔ اور وہ ایک ہی ہے۔ جو کہ رب العالمین ہے۔ پس اگر کوئی وجود ایسا ہو سکتا ہے جس سے ہم تعلق پیدا کر سکتے ہیں اور جس کی عبودیت کو ہم اپنے لئے فخر سمجھ سکتے ہیں۔ اور اپنا تمام وجود اور ذرہ ذرہ اس کے لئے قربان کر سکتے ہیں تو وہ صرف وہی خدا ہے جو رب العالمین ہے۔ جو رحمان ہے جو رحیم ہے جو مالک یوم الدین ہے اس لئے ہم صرف اسی ذات کو **ایاک نعبد** کے الفاظ سے یاد کر سکتے ہیں کیونکہ ایسے مالک کی غلامی میں ہمیں کلام کے ضائع ہو جانے کا کوئی اندیشہ نہیں اور دوسروں کی غلامی میں کام کے ضائع جانے کا خدشہ ہے کیونکہ اگر ہم کسی دوسرے کی خدمت یا غلامی کریں۔ ممکن ہے کہ ہماری حالتوں کے بعض بدلے مستقبل سے تعلق رکھتے ہوں اور اس پر اس کو حکومت نہیں کیونکہ وہ عالم الغیب نہیں اور ممکن ہے۔ ہماری حالتوں کے بعض بدلے ماضی سے تعلق رکھتے ہوں اور وہ ان کے قبضہ اور تصرف سے نکل چکا ہے۔ اس لئے یہ کام اور خدمت بے فائدہ اور رائیگاں جائے گی ایک شخص جس کی پشت پناہ ایک زبردست بادشاہ ہو۔ مگر ہزاروں بیماریاں اس کے پیچھے پڑی ہوئی ہوں اور ماضی میں ہی ان کے سب اسباب مہیا ہو چکے ہوں تو وہ بادشاہ کس طرح اس کا بدلہ دے سکتا ہے اور ان مخفی در مخفی اسباب کا کس طرح تدارک کر سکتا ہے تاکہ اس کے خادم کو ان کی وجہ سے صدہا بیماریوں کا شکار نہ ہونا پڑے۔ پھر بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ جن سے اس کو تعلق یا عشق

ہوتا ہے۔ اور بہت سے عزیز و رشتہ دار ہوتے ہیں جو جدا ہو جاتے ہیں۔ مگر کوئی ایسا انسان نہیں جو اس کو بدلہ دے سکے۔ پھر وہ کون سی ہستی ہے۔ جو حقیقی جزا دے سکتی ہے۔ وہ وہی ہے جس کا ہر ایک چیز پر تصرف اور قبضہ ہے دوسرا کوئی نہیں ہمارے دل اخلاص سے پر ہوں اور ہمارا ذرہ ذرہ کسی کی ہمدردی میں ہو۔ لیکن جب اس کو ہمارے حالات کا علم نہیں وہ ہمارے دل کو دیکھ نہیں سکتا تو وہ ہمیں حقیقی جزا کب دے سکتا ہے وہ تو ہمارے اعمال کو دیکھے گا۔ ممکن ہے اس کو مال کی ضرورت ہو اور ہمارے پاس پیسہ بھی نہ ہو اور ممکن ہو۔ اس پر دشمن حملہ آور ہو اور ہمارے ہاتھ ہی نہ ہوں۔ پاؤں ہی نہ ہوں۔ پس ہمارے اخلاص کا وہ حقیقی بدلہ نہیں دے سکتا کیونکہ ہمارے دل پر اس کی نظر نہیں۔ وہ ہمارے ظاہر کو دیکھتا ہے پس وہ کب ہماری جزا اور سزا کا مالک ہو سکتا ہے اس کا بدلہ تو نہایت محدود ہے پس ایاک نعبد کے لائق کوئی دوسرا وجود نہیں ہو سکتا۔

ایک شخص جو سچے دل سے کہے ایاک نعبد کہ اے خدا! میں تیرا ہی غلام ہوں۔ تو پھر یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کے سامنے تو کہے۔ میں تیرا ہی غلام ہوں اور اپنی حاجات کو کسی دوسرے کے سامنے لے جائے کیونکہ غلام کی تمام ضروریات کا متکفل آقا ہوتا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ کو انسان کہتا ہے کہ میں تیرا ہی ہوں تو پھر خدا ہی کا حق ہے کہ وہ اسی سے مانگے **ایاک نعبدو ایاک نستعین** کہ اے خدا جب میں تیرا ہی ہوں تو اب کس طرح بے شرمی کر کے اوروں سے مانگوں اور سوال کروں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔**

عبودیت اور غلامی بغیر علم کے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہمیں کیا علم کہ ہمارے آقا کے دل میں کیا ہے اور وہ کیا چاہتا ہے۔ اس لئے سچے غلام اور سچے خادم کا یہ طریق ہوتا ہے کہ وہ پہلے اپنے آقا سے دریافت کر لیتا ہے کہ حضور میرا کام کیا ہو گا اور میں نے کیا کرنا ہے اس لئے وہ کہتا ہے کہ اے خدا جو ہدایات اور جو سچائیاں تو نے اپنے پہلے بندوں کو عطا کی ہیں اور جو کام تو نے ان کے سپرد کیا تھا وہی کام تو میرے بھی سپرد کر مجھے کام دیجئے۔ مگر وہ ایسا ہی عظیم الشان کام ہو جو آپ نے پہلے خادموں اور غلاموں کو دیا ہے۔ کوئی چھوٹا موٹا کام میرے سپرد نہ کیجئے اور پھر میرا تجربہ کیجئے کہ میں نے بھی وہی کر کے دکھایا یا نہیں۔ جو آپ کے پہلے خادموں نے کیا۔

معمولی حالات میں یہ کیسا معجبانہ مقولہ ہے۔ مگر محبت اور اخلاص کے مقام پر اس سے بڑھ کر کوئی پیارا مقولہ نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ اپنے بندے کے اخلاص اور اس کی محبت کا احترام کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم ساتھ یہ بھی کہہ دو۔ **غیر المغضوب علیھم و لا الضالین** کہ یہ تو ہمارا اس

وقت کا احساس ہے کہ وہ کام جو تو نے موسیٰ عیسیٰ علیہما السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ کام تو ہم کو بھی دے ممکن ہے کہ کل کو حالات ہی بدل جائیں اور ایسے واقعات پیدا ہو جائیں کہ ہمارے دل کی یہ کیفیت ہی نہ رہے۔ اور ہم دعائیں کرنی ہی بھول جائیں اے خدا ایسا نہ ہو کہ ہم اس خدمت کے میسر آنے کے بعد غلطیاں کریں یا اس خدمت کو ہی بھول جائیں۔

پس جب کوئی اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے تو وہ ایک محفوظ قلعے میں آ جاتا ہے۔ جس قلعے میں بلائیں نازل نہیں ہوتیں وہ خدا جو رب العالمین ہے۔ وہ اس کی ہر ایک چیز کی حفاظت کرتا ہے خواہ وہ کسی جگہ ہی ہو۔

انگریزوں کا ایک افسر مصر میں مارا گیا سینکڑوں ہندوستانی اور پٹھان روز مارے جاتے ہیں۔ ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں لیکن وہ افسر ایک زبردست آقا کا غلام تھا۔ انگریزوں نے اس کا بدلہ لینے کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ کر کے دور دراز کا سفر اختیار کر کے جنگی بیڑا لا کھڑا کیا ہے کہ ہمارا آدمی کیوں مارا گیا۔ اب یا تو تاوان دو۔ ورنہ یہ جنگی بیڑا ہے۔ اور یہ جنگی فوج پانچ لاکھ پونڈ **پچھتر** لاکھ روپیہ کا ان سے مطالبہ کیا ہے۔ تا وہ رقم اس افسر کے پسماندگان میں تقسیم کی جاوے۔ اور یہ کہ مجرموں کو گرفتار کر کے ان کے حوالہ کیا جائے۔ تاکہ ان کو انگریز پھانسی دیں۔ اور یہ کہ آئندہ کے لئے مصری عہد کریں کہ آئندہ ہمارا کوئی آدمی نہیں مارا جائے گا۔ کہاں انگلستان اور کہاں مصر مگر چونکہ اس کا ایک غلام مارا گیا۔ برطانیہ کو اس کی غیرت اور محبت نے خاموش نہیں رہنے دیا۔ حالانکہ اس کی مقدرت سے اس کا زندہ کرنا باہر ہے۔ مگر جہاں تک اس سے ہو سکتا ہے وہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہے۔ اور اس ایک جان کے بدلے اگر ہزاروں جانیں بھی چلی جائیں۔ تو ان کو دریغ نہیں۔ جب انگریزوں کو اپنے ایک غلام کے لئے ایسی غیرت اور حمیت ہو سکتی ہے۔ تو کیا وہ خدا جو ماضی کا خدا ہے۔ اور حال کا بھی اور استقبال کا بھی خدا ہے۔ وہ **ایاک نعبد و ایاک نستعین** کہنے والے غلام کو یونہی کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دے گا۔ اگر ایک شخص سچے دل اور اخلاص سے خدا تعالیٰ کے حضور **ایاک نعبد و ایاک نستعین** کہتا ہے۔ تو یقیناً وہ خدا جو رحمان ہے جو رحیم ہے۔ **مالک یوم الدین** ہے۔ وہ انگریزوں سے کم وفادار ثابت نہیں ہو گا۔ اگر انگریز اپنے ایک غلام کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ تو خدا کب اپنے ایک خادم کو بغیر مدد چھوڑ دے گا۔

آج ایک حال کی چیز ماضی ہو سکتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کا یہ قانون بھی ہے کہ وہ جو اس کے حضور کھڑے ہو کر **ایاک نعبد و ایاک نستعین** کہتا ہے اس کی کوئی چیز خواہ کتنی ہی دور ہو۔ خواہ کسی زمانہ اور کسی دنیا میں ہو۔ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

میں ایسے خدا پر جو رب العالمین ہے رحمان ہے اور رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے کامل یقین اور ایمان لاتے ہوئے اپنی جماعت کے لوگوں کو جو یہاں موجود ہیں اور ان کو جو باہر ہیں۔ اس آواز کی طرف بلاتا ہوں جو **ایاک نعبد** میں پائی جاتی ہے۔ دنیا ایک حالت پر قائم نہیں زمانہ بدلتا ہے اور انسانی خادموں میں سے بعض خادم جو اسباب کے لحاظ سے نہایت مفید اور کار آمد ہوتے ہیں وہ انسان سے جدا ہو جاتے ہیں۔ پس میں آپ لوگوں کو اس ایک ہی کہف اور غار کی طرف بلاتا ہوں۔ جس کہف اور جس غار سے باہر رہ کر تم محفوظ اور مامون نہیں رہ سکتے۔ **ایاک نعبد و ایاک نستعین** کہنے والو تمہاری مثال اس بچے کی نہ ہو جو سمجھتا ہے کہ کوٹ کی جیب میں روپے ہیں۔ حالانکہ وہ بالکل خالی ہو۔

پس تم اس زبان کے ساتھ **ایاک نعبد و ایاک نستعین** مت کہو اگر تمہارے دل اس حقیقت سے خالی ہیں۔ تم اپنی حالتوں پر غور کرو۔ تمہاری حالتیں ایک کمزور بچے سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔

مجھے تمہاری حالتوں کو دیکھ کر ایک جنون کی سی حالت ہو جاتی ہے ایک چھوٹا بچہ جنگل میں اپنی ماں سے جدا نہیں ہوتا۔ میں بھی تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس خدا سے جو ماں سے بھی زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ تم جدا نہ ہو۔

میں نے آدھی دنیا کا سفر کیا ہے اور پھر کر دیکھا ہے۔ ہر جگہ تمہاری مخالفت ہو رہی ہے۔ نہ کسی ملک میں تمہاری جانیں محفوظ ہیں۔ نہ تمہارے مال محفوظ ہیں۔ کوئی چیز تمہاری حفاظت اور پناہ کا موجب نہیں ہو سکتی۔ صرف ایک ہی دروازہ ہے۔ جہاں تم کو پناہ مل سکتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی گود ہے۔ جو ماں اور باپ سے بھی زیادہ حفاظت کی جگہ ہے۔

میں اپنے جسم کو طاقتوں سے خالی پاتا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر تم میری اس نصیحت کو مانو گے تو ہر ایک زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔ لڑائیوں جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اپنے معاملات کو درست کرو۔ دنیا کی کسی چیز کو اپنا خدا نہ بناؤ۔ آج دنیا میں کسی جگہ بھی حقیقی پرستش خدا تعالیٰ کی نہیں ہو رہی۔ پس تم بھی اپنی سستیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے عذابوں کا مستحق نہ بناؤ۔ بدر کی جنگ میں آنحضرت صلعم رو رو کر دعا کرتے تھے کہ الٰہی اگر اس چھوٹی سی

جماعت کو تو نے ہلاک کر دیا۔ تو پھر دنیا پر تیری پرستش کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ پس جس خدمت کو تم نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اس کو پوری توجہ سے سرانجام دو۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو روح اور جو سچی روحانیت اور اخلاص پیدا ہو سکتا ہے۔ تو وہ اسی جماعت میں ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر مجھے اس روحانیت کے آدمی تم میں کم نظر آتے ہیں۔ پس پیشتر اس کے کہ اصلاح کا موقعہ جاتا رہے تم اپنی اصلاح کرو۔ وہ کیسی بھیانک اور تکلیف دہ موت ہے جو شک اور شبہ کی حالت میں ہو ایسی موت کا خیال بھی موت سے بدتر ہے۔ اپنے کمزور بھائیوں کی مدد کرو۔ اور اپنے قصور واروں کے قصور معاف کرو۔ کب تم میں دو بھائیوں والی محبت جو حضرت مسیح موعود کی وجہ سے پیدا ہوئی چاہیئے تھی پیدا ہو گی؟ میں برابر اس سفر میں اپنے خطوں کے ذریعے سے تم کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں۔ مگر اس سفر کی واپسی پر میں کچھ ایسی مشکلات میں مبتلا ہو گیا کہ میں اس تحریک کو جاری نہ رکھ سکا۔ مگر پرسوں خدا نے اپنی مشیت کے ماتحت اس بوجھ سے مجھے فارغ کر دیا۔ پس اب میں پھر اسی سلسلہ کو شروع کرتا ہوں۔ مجھ میں لمبے وعظ و نصیحت کی بھی طاقت نہیں۔ اس لئے اس وقت میں صرف یہی کہتا ہوں کہ آپ اپنی حالتوں کو دیکھیں۔ حضرت مسیح موعود کے کلام پر غور کریں تمہاری حالت دنیا میں یتیموں سے بھی بدتر ہے۔ یتیموں کے تو کچھ نہ کچھ رشتہ دار بھی ہوتے ہیں جن کو کبھی نہ کبھی ان کی خبر گیری کا خیال آ جاتا ہے۔ مگر تمہارے تو رشتہ دار بھی کوئی نہیں۔ تمہاری مثال اس زبان کی ہے۔ جو بتیس دانتوں کے درمیان ہوتی ہے مگر اس کے لئے تو وہ دانت بھی حفاظت کا موجب ہوتے ہیں۔ مگر تمہارے دانتوں میں وہ قوت ور استقامت بھی نہیں۔ وہ چاروں طرف سے ملتے رہتے ہیں۔ پس اپنے اندر محبت اور الفت پیدا کرو۔ پیشتر اس کے کہ کوئی مسیح موعود کی روح کا انسان تم میں نہ رہے۔ تم اپنے اندر اس روح کے نئے آدمی پیدا کرو۔ تاکہ خدا تم کو اس طرح نظر آ جائے۔ جس طرح سورج یا چاند نظر آ جاتا ہے۔ میں زیادہ تم کو کیا کہوں۔ میں خدا ہی کو کہتا ہوں۔ **ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** آمین میں نے جہاز کے تختوں پر اپنے آنسو بہائے اور متعدد بار غیر ملکوں کی زمین کو اپنی آنکھ کے پانی سے تر کیا۔ تاکہ خدا تم کو اپنا بنا لے۔ اور تم کو اپنی رحمت کی گود میں لے لے۔ اور وہ تم پر اور تمہارے کاموں پر راضی ہو جائے۔ مگر میری بے تابی ابھی تک دور نہیں ہوئی۔ کیونکہ مجھے ابھی تک وہ اصلاح تم میں نظر نہیں آتی۔ میری مثال اس شمع کی ہے۔ جو دوسروں کو روشن کرنے کے لئے خود پگھل جاتی ہے۔ اگر

میرے پگھل جانے سے تمہاری اصلاح ہو جائے۔ تو میرے لئے اسی میں میری خوشی اور راحت ہے۔ غالب کا ایک شعر مجھے اکثر یاد آ جاتا ہے۔ اور اس کو میں ہمیشہ مسیح موعود اور آپ کی جماعت پر چسپاں کیا کرتا ہوں

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

یعنی وہ آخری وجود جس کو خدا تعالیٰ دنیا کی بہبودی اور اصلاح کے لئے مبعوث کرے گا۔ وہ اپنی ساری ہمت اور کوشش سے تمہاری بہتری اور بھلائی چاہے گا۔ وہ دکھ اٹھائے گا وہ غم کھائے گا۔ مگر تمہارے لئے وہ جلے گا۔ مگر اس لئے کہ تم کو روشن کرے۔ مگر آخر تم کہو گے کہ وہ شمع تو خاموش ہو گئی۔ اب کوئی اور شمع روشن ہونی چاہیئے۔ پس تم اپنے اندر سچا اخلاص اور کامل روحانیت پیدا کرو۔

اب میں کچھ اپنی ذاتی بات بھی کہتا ہوں۔ آج کا خطبہ تو میں نے کسی اور بات پر کہنا تھا۔ لیکن میں نے اس کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا ہے۔ وہ بات جو میں کہنی چاہتا ہوں۔ کسی کا عقیدہ ہو یا نہ ہو۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ میں میت کے لئے دعاء مغفرت اور جنازہ ایک ایسی چیز خیال کرتا ہوں جو کئی دفعہ ادا ہو سکتا ہے۔ اور صحابہ کی سنت سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ انہوں نے چھ چھ آٹھ آٹھ دفعہ بھی جنازہ کی تکبیریں کہی ہیں۔ تاکہ دعا کا زیادہ موقعہ ملے۔ میں نے کل اپنی دوسری بیوی کے جنازہ پر آٹھ تکبیریں کہی تھیں۔ تاکہ مرحومہ کے لئے زیادہ دعا کی جا سکے۔

میرے دل کی یہ بھی خواہش ہے کہ میں ان کا جنازہ آج پھر اس بابرکت مقام میں بھی پڑھوں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ ہے۔ اگر کوئی اس عقیدہ کا قائل ہے کہ جس کے نزدیک جنازہ ایک سے زیادہ دفعہ نہیں ہو سکتا۔ تو میں اس کو اس جنازہ میں شریک ہونے کے لئے نہیں کہتا۔ باقی سب دوستوں سے میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ نماز کے بعد میں مرحومہ کا جنازہ پڑھوں گا۔ وہ دعا میں میرے ساتھ شامل ہوں۔

میں اس بات کے کہنے سے بھی نہیں رک سکتا کہ عورتوں پر خصوصیت سے میری اس بیوی کا احسان ہے حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد میرا منشاء نہیں تھا کہ میں عورتوں میں درس دیا کروں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی بڑی ہمت کا کام ہے کہ ایسے عظیم الشان والد کی وفات کے تیسرے روز ہی امتہ الحی نے مجھ کو رقعہ لکھا۔ اس وقت میری ان سے شادی نہیں ہوئی تھی کہ

مولوی صاحب مرحوم اپنی زندگی میں ہمیشہ عورتوں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ اب آپ کو خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے اپنی آخری ساعت میں مجھے وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میاں سے کہہ دینا کہ وہ عورتوں میں درس دیا کریں۔ اس لئے میں اپنے والد صاحب کی وصیت آپ تک پہنچاتی ہوں۔ وہ کام جو میرے والد صاحب کیا کرتے تھے۔ اب آپ اس کو جاری رکھیں۔ وہ رقعہ ہی تھا۔ جس کی بناء پر میں نے عورتوں میں درس دینا شروع کیا اور وہ رقعہ ہی تھا۔ جس کی وجہ سے میرے دل میں ان سے نکاح کا خیال پیدا ہوا۔ پس اگر اس درس کی وجہ سے کوئی فائدہ عورتوں کو پہنچا ہو۔ تو یقیناً اس کے ثواب کی مستحق بھی مرحومہ ہی ہے۔ کیونکہ میرا اپنا منشاء عورتوں میں درس جاری رکھنے کا بالکل نہ تھا۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ عورتوں میں خطبہ لیکچرز اور سوسائٹیاں اور ہر ایک خیال جو عورتوں کے متعلق ہو سکتا ہے۔ اس کی محرک وہی ہیں۔ بعض دفعہ محبت کے رنگ میں مجھ پر وہ ناراض بھی ہو جاتیں کہ آپ عورتوں کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے تمام افراد سے ہی ان کو ایسی محبت تھی جو اور عورتوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ مرحومہ کی آخری باتوں میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ تمام احمدی بھائیوں کو میری طرف سے اسلام علیکم پہنچا دی جائے۔ چونکہ میں ہی اس وقت مخاطب تھا۔ اس لئے میں ان کا سلام تمام دوستوں کو پہچاتا ہوں **و علیہا السلام فی العقبی و الاٰخرۃ** ایسے وقت میں عورتوں کو اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہوتی ہیں مگر وہ بار بار مجھے پوچھتی تھیں کہ مجھے بتاؤ۔ میری کیسی حالت ہے۔ مگر مومن چونکہ مایوں نہیں ہوتا۔ اس لئے میں ان کو تسلی دیتا۔ مگر پھر انہوں نے کہا کہ خدا کے واسطے مجھے میری حالت سے خبر دو کیونکہ میں بہت سی دعائیں کرنا چاہتی ہوں۔ تب بھی میں نے ان کو یہی جواب دیا کہ دعائیں تو ہر حالت میں ہو سکتی ہیں۔ پس ان کا حق ہے کہ تمام جماعت ان کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ اور جماعتیں اپنی اپنی جگہ ان کا جنازہ پڑھیں۔ اور مجھ پر تو ان کا اتنا بڑا حق ہے کہ میں کسی طرح اس حق سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا اخلاص اور ان کی محبت ساری جماعت کی عورتوں کے لئے بلکہ بہت سے مردوں کے لئے بھی قابل رشک ہے۔ اس لئے جو لوگ اس وقت میرے ساتھ دعا میں شریک ہوں گے۔ وہ یقیناً ان کے احسان کا بدلہ ہی دیں گے ایک ذرہ بھی زیادہ نہ کریں گے۔

(الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۲۴ء)

ل: حضرت سیدہ امتہ الحی مرحومہ